www.prepp.in

prepp
Your Personal Exams Guide

UPSC CSE 2018 MAINS PAPER A OCTOBER 06, 2018 URDU LANGUAGE QUESTION PAPER

EGT–C–URD

اردو

(کمپلسری)

مقررہ وقت : 3 گھنٹے	کل مارکس : 200

سوالات سے متعلق خصوصی ہدایات

برائے مہربانی ذیل کی ہر ہدایت کو جواب لکھنے سے پہلے توجہ سے پڑھیں

تمام سوالوں کے جواب لکھنے ہیں۔

ہر سوال یا سوال کے حصے کا نمبر اس کے سامنے درج ہیں۔

جواب اردو (فارسی رسم الخط) میں لکھیے۔

سوالوں کا طے شدہ الفاظ میں ہی جواب دیں۔ الفاظ کی مقررہ حد سے زیادہ یا کم ہونے کی صورت میں نمبر کاٹے جا سکتے ہیں۔

اگر کسی صفحہ یا صفحے کے کسی حصے کو خالی چھوڑنا مقصود ہے تو اس پر کاٹ کا نشان لگا دیں۔

URDU

(Compulsory)

Time Allowed : Three Hours	Maximum Marks : 300

QUESTION PAPER SPECIFIC INSTRUCTIONS

Please read each of the following instructions carefully before attempting questions

All questions are to be attempted.

The number of marks carried by a question/part is indicated against it.

Answer must be written in URDU (Urdu script) unless otherwise directed in the question.

Word limit in questions, wherever specified, should be adhered to and if answered in much longer or shorter than the prescribed length, marks may be deducted.

Any page or portion of the page left blank in the Question-cum-Answer Booklet must be clearly struck off.

www.prepp.in
Prepp
Your Personal Exams Guide

1. مندرجہ ذیل میں سے کسی ایک موضوع پر تقریباً 600 الفاظ پر مشتمل مضمون لکھئے 100

(a) جمہوریت میں عدالت کا کارِ مفوضہ

(b) مادیت اور خود انحصاری

(c) معیشت میں زبان کا کردار

(d) ہندوستانی اقتصاد اور اس کے چیلنج

2. مندرجہ ذیل اقتباسات کو غور سے پڑھئے اور درج شدہ سوالات کے جامع اور مختصر جواب لکھئے : 12×5=60

گاندھی جی کی جانب دنیا کی توجہ اس لئے مبذول ہوئی کیونکہ انہوں نے قوتِ وحشی کے بجائے قوتِ ارادی کو اسلحہ کے طور پر فروغ دیا، توپوں اور مشین گنوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عدم تشدد کا سہارا لیا۔ مگر قابل غور یہ امر بھی ہے کہ انہوں نے عدم تشدد کا سہارا کیوں لیا؟ کیا اس لئے کہ وہ تشدد کو ذریعہ بنا کر انگریزوں سے ہندوستان آزاد نہیں کروا سکتے تھے؟ یا اس لئے کہ وہ معاشرے کو یہ اخلاقی تعلیم دینا چاہتے تھے کہ انسان جب تک قوتِ وحشی کے آلات، ابزار استعمال کرنے پر مجبور ہے وہ مردِ کامل کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا؟ اول امر یہ کہ عدم تشدد کمزور اور لاچار لوگوں کا ذریعۂ دفاع ہے۔ مراد کہ توپیں ہمارے پاس نہیں ہیں تو ستیہ گرہ ہی سہی۔ مگر دوسرا تناظر یہ کہ عدم تشدد انسانی ارتقاء و ترقی کا ذریعہ بھی قرار پاتا ہے اور اس کی پاکیزگی ثابت کرنے کی شہادت بھی دیتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ گاندھی جی کی قیادت میں، انگریزوں کے خلاف لڑ رہے ہندوستانیوں کا خیال بھی یہی تھا کہ چونکہ ان کے پاس انگریزوں کا مقابلہ کرنے کے لئے لازم ذرائع موجود نہیں ہیں اس لئے انہوں نے عدم تشدد کو ہی بطور اسلحہ اختیار کر لیا ہے۔ حالانکہ گاندھی جی اس تناظر سے قطعی قائل نہیں تھے۔ عدم تشدد "ہوا کر ہندوستان آزاد کرانے کے وہ بالکل حامی نہیں تھے۔ ہندوستانی آزادی ایک عظیم ہدف تھا لیکن اس سے بڑا مقصد انسانی فطرت میں تبدیلی لانا تھا۔ اس پیغام کے ذریعہ انسانی معاشرہ کو یہ معتقد کرانا تھا کہ جن اہداف کی حصولی کی کوشش میں قوائے وحشی کے ابزار استعمال کئے جاتے ہیں انہیں کو انسانی اقدار سے بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔

گاندھی جی کا اہم مقصد نہ صرف اپنے اہلِ ملک کی تکالیف کا مداوا کرنا تھا بلکہ انسانی فطرت میں موجود وحشی پن کو مسدود کرنا بھی تھا۔ نفرت، غیظ و غضب اور قوت مخصوص فقط حیوانات میں ہوتی ہے اور اپنے دشمن کا مقابلہ بھی انہی کے ذریعے کرتے ہیں۔ مگر انسان اور حیوان میں فرق ہوتا ہے۔ لہٰذا بہتر ہے کہ وہ اپنی انفرادیت پر نگاہ رکھے اور اپنی روزمرہ زندگی کے مسائل کو حل کرنے میں ان تدابیر کو عمل میں لائے اور جو حیوانات کے لئے دشوار تھا انسان کے لئے ان کی دستیابی آسان ہوتی ہے۔

یہ سوال بھی درپیش ہے کہ گاندھی جی نے ایسا مصمم ارادہ کیوں کیا؟ اور عدم تشدد کا آغاز کیا اور یہ کہ ایسا صرف ہندوستان میں ہی کیوں ہوا؟ بہت سے حضرات اس سوال کو ایک حادثہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں لیکن یہ حادثہ تھا ہی نہیں۔ بعض کے مطابق ستیہ گرہ یا عدم اطاعت کا تصور امریکی مفکر تھورو نے بھی پیش کیا تھا اور اس کی کچھ جھلک روس کے صوفی منش ادیب ٹالسٹائی کو بھی دریافت ہو چکی تھی۔ گاندھی جی تھورو اور ٹالسٹائی دونوں کے افکار سے واقف تھے۔ اپنے ملک میں بھی گاندھی جی سے قبل اربندو عدم مشارکت اور عدم اطاعت کا مشورہ ملک کے روبرو پیش کر چکے تھے۔ تاہم یہ سوال درپیش ہے کہ اس کا عمل پہلے پہل ہندوستان میں ہی کیوں ہوا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ قوت ارادی وحشی طاقت سے ارفع ہے اس حقیقت سے واقفیت جتنی اہلِ ہند کو تھی دیگر ممالک کے لوگوں کو نہیں تھی۔ تھورو، ٹالسٹائی یا امرسن اور رومیں رولاں میں جب بھی اس قسم کا جذبہ محرک ہوا، اس کے پسِ پشت ہندوستانی فلسفے کی انفرادیت کارفرما تھی۔ عدم اطاعت کا تصور ہندوستانی فلسفہ میں موجود تھا اور اس تصورت کی تفہیم بھی وہی شخص کر سکتا تھا جو یا تو ہندوستانی فلسفہ سے مطلع و آگاہ ہو اس کی طرز فکر سے اتفاق رکھتا ہو گیا ہو۔ تھورو اور ٹالسٹائی کے روبرو یہ دونوں ہی اختیارات تھے اور اربندو تو تھے ہی ہندوستانی۔

سوالات

(a) گاندھی جی کی جانب دنیا کیوں متوجہ ہوئی؟ 12

(b) گاندھی جی نے آزادی حاصل کرنے کے لئے عدم تشدد کو ہی کیوں مرکزی حربہ اپنایا؟ 12

(c) مصنف کے مطابق انسان اور حیوان میں کیا فرق ہے؟ 12

www.prepp.in

Prepp
Your Personal Exams Guide

(d) عدم تشدد کا عمل ہندوستان میں کیوں شروع ہوا؟ 12

(e) عدم اطاعت کے تصور کی مکمل تفہیم کون کر سکتا ہے؟ 12

3. مندرجہ ذیل اقتباس کی تلخیص تقریباً ایک تہائی حصہ میں اپنے لفظوں (اردو) میں لکھئے۔ کوئی عنوان پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ 60

ماضی کے برعکس زمانہ حال کا انسان تاریخ اور زمان کے قواعد و قوانین سے بخوبی آگاہ ہے۔ درحقیقت وہی تاریخی شخص ہے اور تاریخ سے اس کی قربت جدیدیت کا مترادف ہے۔ عہد وسطیٰ میں قدیمیت نے مرکزیت حاصل کی تھی نے اپنا سر تاریخ کے روبرو خم کر دیا۔ اس کے جب انسان قدرتی و فطری لباس میں ملبوس نہ ہو کر تاریخ کے سایہ میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ تاریخ کے ضمن میں ہر واقعہ ماضی کے واقعات کے نسبت نیا و تازہ ہے۔ آج جو واقعہ وقوع پذیر ہوا ہے وہ اس سے قبل کبھی حادث نہیں ہوا۔ انسان کے اس تدریجی ارتقائی فکر سے قدیم اہل یونان، عجم و ایشیا اور ہندوستانی مفکرین غیر مانوس تھے۔ ان کے روبرو زمان مستطیل ارتقائی شکل میں نہیں بلکہ پہیہ کی صورت میں جاری و ساری تھا۔ پہلے اقدار و سنت انسان کے اندر تھیں جن سے اس کی زندگی کا طریقہ کار منظم تھا مگر اب تاریخ انسان کے مستقبل کا تعین کرتی ہے۔ رسم و مراسم کی تلاش میں وہ ماضی کی جانب دیکھتا ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ تاریخ کا غلبہ جس قدر آج اس کی زندگی پر حاوی ہے اس قدر کبھی نہیں رہا اور یہ بھی سچ ہے کہ آج انسان تاریخ اور زمان سے پوری طرح منتشر و پریشان ہے۔ ۱۹ ویں صدی کی تاریخ میں آزاد ریاست کی تاسیس کے پیغام سے انسانی ارتقا اور شخصی آزادی کا احساس ظہور پذیر ہوا تھا مگر وقت کی گردش کے ساتھ وہ پیغام پیچیدگی میں منتقل ہوتا نظر آ رہا ہے۔ مستقبل تعین کرنے والے قواعد و قوانین اور فارمولے اب بھی موجود ہیں مگر ۲۰ ویں صدی کے مظالم و اثر زیاں کے اثرات اس قدر عمیق اور گہرے ہیں کہ مستقبل کے بند کمروں کے چہار چوب میں وہ فٹ نہیں ہوتے۔ کیسا ہے یہ عالمی، منطقی، موثر اور تکبر آمیز ثروت مندی نظام جس کے سبب انسان آج خود ہی اپنے آپ مستقبل کو غیر محفوظ، دہشت زدہ اور غیر معتمد محسوس کر رہا ہے۔

www.prepp.in

Prepp
Your Personal Exams Guide

ایسا بھی نہیں ہے کہ ہم انسانی مستقبل کے بارے میں لاعلم ہیں۔ موجودہ زمانے کے انسان نے تاریخی شواہد سے متاثر ہو کر مستقبل کے متعلق جو تصورات اور امکانات منکشف کئے ہیں ان کی بنیاد پر مستقبل کل کی مجموعی تجربہ گاہ تعبیر کی جا سکتی ہے مگر اس قسم کے مستقبل کا کوئی رابطہ و تعلق زمانہ حال کی دہشت و خوف سے نہیں ہے بلکہ یہ بھی کہا جائے کہ زمانہ حال کی دہشتوں سے محفوظ رہنے کے لئے تاریخی مستقبل کی تعمیر کی گئی ہے خواہ وہ عدم طبقاتی جومعہ کا خواب ہو یا روبوٹ کی فنی دنیا۔ ہم حقیقت میں نہیں زندگی بسر کر رہے ہیں اور حیرت انگیز بات یہ بھی ہے کہ انسان کی موت کو جلاوطن دے دی گئی ہے کیونکہ خود وہ اپنی موت سے خوفزدہ ہو کر مستقبل میں پناہ گزین ہو گیا ہے۔

دور جدید کا یہ افسوسناک المیہ ہے کہ ایک طرف انسان تاریخ آشنائی سے خوفزدہ ہے اور دوسری جانب مردہ ماضی اور فرضی مستقبل کے مابین خود تاریخ کا سرچشمہ حیات خشک ہو گیا ہے۔ جس طرح ندی میں غرق شدہ شخص پانی سے کوئی رشتہ مرتب نہیں کر پاتا اسی طرح تاریخ میں غرق انسان وقت کا درد محسوس نہیں کر سکتا۔ وہ تاریخ سے متاثر تو ہو سکتا ہے مگر مرگ و حیات کا شاہد نہیں بنا سکتا۔ وہ تاریخ جو زمانہ حال میں انسان کی شاہد نہ بن سکے اس کی معنویت کیا ہے؟ یہی سبب ہے کہ انسان کے لئے تاریخ کا مفہوم ایک قسم کی توہم پرستی بن کر رہ گئی ہے جس سے وہ مستقبل کے معنی اخذ نہیں کر پاتا بلکہ زمانہ حال سے بھی دامن بچانا چاہتا ہے لیکن کیا ہم زمانہ حال سے دامن بچا سکتے ہیں؟ کیا زمانہ حال وہ مرکزی نقطہ نہیں ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی تغیر پذیری کے باوجود تاریخ میں اپنے مقام کو مکمل طور پر سمجھنے کے قابل ہے۔ وہ مقام جہاں ایک طرف تغیر پذیر ہے مگر تاریخ میں زندہ ہے۔ یہ قسمت اس کے ذاتی زمانہ ماضی سے تعلق رکھتی ہے، مگر اس کے ساتھ وہ انسان کے پورے مستقبل کو بھی روشن کرتی ہے جس میں دوسرے انسانوں کی بھی قسمت جڑی ہوئی ہے۔

www.prepp.in

Prepp
Your Personal Exams Guide

-4 مندرجہ ذیل اقتباس کا انگریزی میں ترجمہ کیجئے : 20

عصر جدید اطلاعاتی ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ اطلاعات اور ٹیکنالوجی سائنس کی دنیا میں ہونے جدید انکشافات میں عظیم ترین کامیابیوں میں سے ہے جس سے بشریت بہت مستفید ہوئی ہے۔ ہم آج دنیا کے کسی بھی گوشے میں بیٹھ کر ان سائنٹفک ہنر کے ذریعے کوئی بھی اطلاع حاصل کر سکتے ہیں۔ اطلاعاتی ٹیکنالوجی کی اس سہولت نے ملکوں کے مابین فاصلے ختم کر دیے ہیں گویا پوری دنیا سمٹ کر ہماری مٹھی میں آگئی ہے۔ سائنسی ترقی کے اس عہد میں عالمگیریت اور عالمی بھائی چارہ پورے عروج پر ہے۔

یاد کیجیے اس دور کو جب ڈاک رسانی کا کوئی مستقل نظام نہیں تھا۔ ہرکاروں کے ذریعے پیغامات پہنچائے جاتے تھے جس میں خاصا وقت درکار ہوتا تھا۔ اس دور میں یہ مسائل کس قدر دشوار و مشکل تھے آج اندازہ لگانا آسان نہیں ہے۔ وقت نے کروٹ لی اور مسلسل نئے نئے تجربے عمل پذیر ہونے جس کے سبب ڈاک، تار برقی اور ٹیلی فون وغیرہ کے نظام منظم ہوئے۔ خطوط کے ذریعے پیغامات کا ارسال ہونا شروع ہوا۔ زندگی کی رفتار تیز ہوئی۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن نے بھی اس جانب قدم بڑھائے اور کمپیوٹر کی آمد سے عالم اطلاع و ٹیکنالوجی میں انقلاب رونما ہو گیا۔ انٹرنیٹ کے ارتقاء سے تمام کمپیوٹروں میں باہمی ربط و ترسیل ایجاد ہوا جس سے ترسیل و ابلاغ کی سہولت میں رفتار تیز ہوئی۔ اطلاعات کی دنیا میں نئی نئی تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں اور جدید سے جدید تر اختراع فروغ پا جاتی ہے۔ آج انسان اپنے صنعتی پیداوار کا اشتہار بآسانی دنیا میں ہر جگہ کر سکتا ہے۔ سنگی اسلحہ کے بغیر جنگیں لڑی جا سکتی ہیں۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولت آج ہر گھر میں دستیاب ہے جس سے ہوائی جہاز کے سفر، ریلوے اور بس یا سنیما کی ٹکٹیں آسانی سے بک کی جا سکتی ہیں۔ ریزرویشن اسٹیٹس کا حال بھی انہیں ذرائع سے دستیاب ہو جاتا ہے۔ اس طرح راستوں کی حالت اور ٹریفک کا حال بھی معلوم کیا جا سکتا ہے۔ انٹرنیٹ اور موبائل کی سہولت کی وجہ سے گھر بیٹھے ہر مطلوبہ چیز کی فرمائش کی جا سکتی ہے۔ فی الحقیقت اطلاع و ابلاغ کا یہ سب سے سستا طریقہ ہے۔

20

5. حسب ذیل اقتباس کا اردو میں ترجمہ کیجیے

Democracy stands much superior to any other form of government in promoting dignity and freedom of the individual. Every individual wants to receive respect from fellow beings. Often conflicts arise among individuals because some feel that they are not treated with due respect. The passion for respect and freedom are the basis of democracy. Democracies throughout the world have recognized this, at least in principle. This has been achieved in various degrees in various democracies. For societies which have been built for long on the basis of subordination and domination, it is not a simple matter to recognize that all individuals are equal.

Take the case of dignity of women. Most societies across the world were historically male dominated societies. Long struggles by women have created some sensitivity today that respect to and equal treatment of women are necessary ingredients of a democratic society. That does not mean that women are equally always treated with respect. But once the principle is recognized, it becomes easier for women to wage a struggle against what is now unacceptable legally and morally.

2×5=10

6. (a) مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے

(i) اسم فاعل ترکیبی کی تعریف مع امثال واضح کیجیے۔

(ii) اضافت کی تعریف کیجیے اور مختلف اضافت کے طریقے مثالوں سے واضح کریں۔

(iii) حاصل مصدر کی تعریف کیجیے اور امثال لکھیے۔

(iv) ضرب المثل کسے کہتے ہیں؟ چار مثالیں دے کر واضح کیجیے۔

(v) جمع مکسر اور جمع الجمع مع امثال واضح کیجیے۔

www.prepp.in

Prepp
Your Personal Exams Guide

(b) درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیے۔ 2×5=10

(i) عدم

(ii) ممکن

(iii) منظوم

(iv) سعادت

(v) مؤخر

(c) مرثیہ کی تعریف کیجیے اور دکنی (اردو) کے دو مشہور مرثیہ نگاروں کے نام لکھیے۔ 10

(d) درج ذیل مشہور کتابوں کے مصنف کے نام بتائیے : 2×5=10

(i) گل نامہ

(ii) تحقیقات جدید

(iii) خطبات احمدیہ

(iv) دریائے لطافت

(v) معصومہ (ناول)

* * *